بل نقذف بالحق على الباطل فيدمغه۔ قرآن کریم

السیف الرحمٰن علی حزب الشیطان

لاہوری وہابی کے رسالے کا اجمالی رد

از قلم

مناظر اسلام ابو المختار حضرت مولانا صوفی سردار محمد نشان ناظم جامعہ قادریہ محلہ بلال پارک

(دھپ سڑی) کامونکی ضلع گوجرانوالہ

سلسلہ نمبر۲

ناشر: بزم عاشقان مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم بازار غازی علم الدین شہید (سریاں والا)
رنگ محل لاہور

اما بعد ۔

دیوبند کا مختصر تعارف

ابن عبدالوہاب کا روحانی فرزند اسماعیل بن عبدالغنی دہلی میں پیدا ہوا جس نے تقویۃ الایمان لکھ کر اپنے روحانی باپ عبدالوہاب نجدی کا خلف الرشید ہونے کا پورا پورا ثبوت دیا اس کے بعد ۱۲۸۳ء میں ہندوستان کے قصبہ دیوبند میں مدرسہ وہابیت قائم ہوا۔ اگر لفظ دیوبند کو ذرا گہری نظر سے دیکھا جائے تو پتہ چل جائے گا۔ کہ دیوبندی کہلانے والوں کو انبیاء و اولیاء کا دشمن ہونا چاہیئے کیونکہ دنیا میں سب سے پہلے دیوبند کا لفظ قارون کے لیے استعمال کیا گیا۔ دیوبند قارون کا لقب تھا پھر ایران کے قدیم بادشاہ جمشید کا لقب ہوا۔ پھر ہندوستان کے قصبہ کا نام ہوا۔

فیروز اللغات فارسی ص ۴۸۶ جلد اول

اصلی دیوبند یعنی قارون کو کون نہیں جانتا بے شک وہ نبی اللہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا بدترین دشمن تھا۔ وہ آپ کی دعا سے زمین میں دھنسا دیا گیا معلوم ہوا نجدی اور دیوبندی فطرتاً حق اور اہل حق کے دشمن ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو ایسے گستاخ فرقہ سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین بجاہ سید المرسلین ۔

نیاز آگین سردار محمد

بروز اتوار ۸۷ / ۲ / ۲۲

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

امابعد۔ عبدالجلیل دیوبندی لاہوری

لاہوری وہابی سے ہمارے رسالہ حرکات الوہابیہ کا جواب نہ بن سکا تو ادھر ادھر کی باتیں بکو
کر بڑ ہانک دی۔ کہ ہم نے جواب لکھ دیا ہے۔ وہابی صاحب آپ تو کیا شیطان کی پوری ذریت بھی
ہمارے رسالہ کا جواب نہیں دے سکتی۔ اگر میدان میں آکر فیصلہ کرنا چاہیں تو بھی فقیر حاضر است لیکن
میرا تجربہ ہے کہ دیوبندی وہابی کبھی میدان میں نہیں آسکتے۔ اور تم جھوٹ بول کر بھی جان نہیں چھڑا سکتے
اب ہم وہابی لاہوری کے جھوٹ اور مکر و فریب کا پلندہ کھول کر عوام الناس کے سامنے پیش کرتے
ہیں۔ کہ وہابی خبیث نے کیا کیا زہر اگلا ہے۔ سب سے پہلے لفظ دیوبند کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں۔
دیو کے معنی شیطان اور بند کے معنی گروہ۔ تو دیوبند کا ترجمہ شیطان کا گروہ ہوا۔ لیجیے شیطان کے گروہ
کے متعلق فرمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھیے۔

حدیث مذمت نجد میں درج ہے۔ قال اللهم بارك لنا في شامنا وفي
يمننا قالوا وفي نجدنا قال هناك الزلازل والفتن وبها يطلع قرن الشيطان

نبی علیہ السلام نے دعا کی اے اللہ (بخاری شریف مترجم ص۴۷۸ ج ۱)
تو کہا لوگوں نے اور ہمارے نجد میں تو سرکار نے فرمایا وہاں تو زلزلے اور فتنے ہوں گے۔ اور
وہیں سے شیطان کا گروہ نکلے گا۔ مذکورہ عبارت سے واضح ہوگیا۔ کہ نجدی اور دیوبندی شیطان
کا گروہ ہیں۔

تائید مزید - حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب مشرکین مکہ نے
جمع ہو کر دارالندوہ میں بیٹھ کر رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف مشورہ کرنے کا ارادہ کیا تو اس دن
صبح سویرے ہی آگئے۔ مشورے کے دن کا نام یوم زحمت رکھا گیا۔ مشرکین کے سامنے ہی ابلیس
بھاری چادر اوڑھ کر ایک بڑے بزرگ کی شکل میں دارالندوہ کے دروازے پر کھڑا ہوگیا۔
مشرکین مکہ نے پوچھا یہ بزرگ کون ہے۔ ابلیس نے جواب دیا۔ میں نجدی بزرگ ہوں۔ الی
آخرہ کامل ابن اثیر ص۱۷ ج۲ سطر ۸ تا ۱۲۔ البدایہ والنہایہ ابن کثیر جلد ۳ ص۱۷۵۔
مذکورہ بالا روایت سے ثابت ہو گیا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے شیطان کو صرف نجدی بزرگ کی

صورت اختیار کرنے کی سوجھائی۔ کیونکہ نجد ہی سے شیطان کا گروہ ظاہر ہونا تھا۔ ۲۔ اُمتِ محمدیہ کو تنبیہ تھی۔ کہ نجدیوں کی بزرگی اور ان کے جُبّوں قبّوں کا بھروسہ نہ کرنا۔ حقیقتاً یہ شیطان کا گروہ ہے

حدیث نمبر ۲۔ یخرج قوم من قبل المشرق یقرؤن القرآن لایجاوز تراقیھم یمرقون من الدین کما یمرق السھم من الرمیۃ۔ کنز العمال جلد ۶ ص ۵۹۴۔

ترجمہ: مشرق سے ایک قوم نکلے گی قرآن پڑھیں گے۔ مگر قرآن اُن کے حلقوم سے نیچے نہیں اُترے گا۔ دین سے ایسے نکل جائیں گے۔ جیسے تیر شکار سے۔ ان تمام احادیث کا مصداق نجدی ہیں۔ کیونکہ نجد عرب کے ایک خطے کا نام ہے۔ جس کی زمین بلند ہے۔ اور حجر حجاز سے مشرق کی طرف خلیج فارس تک وسیع ہے۔ فیروز اللغات فارسی ص ۴۸۹

کون نہیں جانتا۔ کہ سیدنا آدم علیہ السلام کی اہانت کا جرم شیطان ہی سے سرزد ہوا ہے۔ لہٰذا شیطان کی اُمت اور اس کے گروہ کی یہی پہچان ہے کہ وہ انبیاء اللہ کا گستاخ ہوگا۔

ابن عابدین علیہ الرحمۃ نے ابن عبدالوہاب کے متعلق فتاویٰ شامی میں لکھا ہے۔

کما وقع فی زماننا فی اتباع عبد الوھاب الذین خرجوا من نجد و تغلبوا علی الحرمین کانوا ینتحلون مذھب الحنابلۃ لکنھم اعتقدوا انھم ھم المسلمون وان من خالف اعتقادھم مشرکون و استباحوا بذالک قتل اھل السنۃ وقتل علماءھم۔

(فتاوی شامی ص ۳۲۹ ج ۳)

"جیسا کہ ہمارے زمانہ میں عبدالوہاب کے تابعداروں کا واقعہ ہوا۔ جو نجد سے نکلے اور حرمین شریف پر غالب آئے خود کو حنبلی المذہب کہتے ہیں۔ لیکن اُن کا عقیدہ تھا۔ کہ وہی مسلمان ہیں۔ ان کے خلاف عقیدہ رکھنے والے تمام مشرک ہیں۔ لہٰذا ان کے نزدیک عوام اہل سنت اور علماء اہل سنت کا قتل جائز تھا۔"

نمبر۱۔ من احدث فی امرنا ھذا مالیس منہ فھو رد۔ مسلک اہل ضلالت ص ۵

جس کسی نے ہمارے اس دین اسلام میں کوئی نئی بات نکالی تو وہ مردود ہوگی۔

اسی حدیث کے متعلق حنفیوں کے مسلم بزرگ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ یوں رقم فرمائیں۔

میت کو قبر میں اتارتے وقت اس کے پیدا ہونے پر قیاس کرتے ہوئے لیکن اس اذان کا ابن حجر نے انکار کیا ہے۔ ہم جواب عرض کرتے ہیں کہ ابن حجر علیہ الرحمۃ شافعی المذہب ہیں۔ اس لیے انکا انکار ہمارے احناف کے لیے حجت نہیں۔ (فتاویٰ شامی عربی ص ۲۸۳ ج ۱)۔

نمبر ۳۔ مسلک اہل ضلالت ص ۱۰ حدیث رایت ظلی و ظللکم فیہا مستدرک للحاکم ص ۴۵۶ ج ۴ سایہ ثابت کیا۔

جواب :۔ وہابی خارجی کو اتنا بھی شعور نہیں۔ کہ یہاں ظل بمعنی عکس ہے۔ نہ کہ سایہ۔ ہم صحیح حدیث نقل کرتے ہیں۔ تاکہ وہابی خارجی کا ٹیں ٹیں کرنا بند ہو جائے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ قال لم یکن لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظل

(الوفا ابن جوزی ص ۴۰۷)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ کہ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سایہ نہیں تھا۔

تمام امت محمدیہ کا عقیدہ ہے کہ نبی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سایہ نہیں تھا۔ مدارج النبوۃ ص ۲۳ الخصائص الکبریٰ عربی ص ۶۸ سیرۃ حلبیہ ص ۳۸۱ ج ۱ نسیم الریاض ص ۴۸۱ ج ۳ مکتوبات مجدد دفتر دوم ص ۵۱۵ تاریخ الخمیس ص ۲۱۹ ج ۱، شفا شریف ص ۲۴۳ ج ۱، تفسیر عزیزی فارسی ص ۲۱۹ پ ۳۰۔ الشمامۃ العنبریہ ص ۵۱

مندرجہ بالا کتب میں حضور علیہ السلام کا سایہ نہ ہونے کا ثبوت موجود ہے۔ اب وہابی خارجی کے مسلم بزرگ رشید احمد دیوبندی کا عقیدہ پڑھیئے۔ متواتر احادیث سے ثابت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سایہ نہیں رکھتے تھے اور یہ واضح ہے۔ کہ نور کے سوا تمام اجسام سایہ رکھتے ہیں۔ امداد السلوک ص ۵۷ خارجی کا قائم کردہ اعتراض رفع ہو گیا ہے کہ سایہ نہ ہونے میں کوئی صحیح حدیث منقول نہیں اب کہیے کہ رشید احمد دیوبندی بھی جاہل تھا۔ قرآن و حدیث سے ناواقف تھا، کہ لکھا متواتر احادیث سے ثابت ہے کہ حضور علیہ السلام کا سایہ نہیں تھا۔ ہم نے وہابی خارجی کے گرو گھنٹال کا عقیدہ نقل کیا ہے اگر تو اپنے باپ کا ہے تو عقیدہ بدل دے۔ ورنہ لعنت اللہ علی الکاذبین کا مصداق تو ضرور ہو گا۔

نمبر ۴۔ مسلک اہل ضلالت ص ۱۲ قبروں پر چراغاں کرنا جائز نہیں۔

جواب :۔ یہاں بھی وہابی خارجی نے جھوٹ بکا ہے کہ عبارت میں غیر جائز است ہے۔ ہم چیلنج

کرتے ہیں ، کہ اگر تو صحیح عبدالوہاب نجدی کی ذریت ہے ، تو وہ نسخہ مجھے دکھا دے منہ مانگا انعام حاصل کرے ۔ اصل عبارت یوں ہے ۔ پس ازیں روایات معلوم شد کہ روشنی کردن بر قبور جائز است مائۃ مسائل فارسی صہ ۷۶ مطبوعہ مکتبہ توحید و سنت قصہ خوانی بازار پشاور ۔ ہمارے پاس جو مطبوعہ شدہ نسخہ ہے ، یہ وہابی خارجیوں کا ہے ۔ لعنت اللہ علی الکاذبین ۔ ہمارے پاس قدیم نسخہ بھی ہے خاتم المحدثین شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمۃ کا فتویٰ پڑھیں ۔

"قبر پر چراغ جلانا تزئین اور تشہیر کی غرض سے صحیح حدیث میں منع ہے ، لیکن اگر اس غرض سے چراغ جلایا جائے کہ وہاں دعا پڑھنا مقصود ہو ، یا زائرین کے اجتماع کے وقت بقدر ضرورت دو ایک چراغ روشن کیے جائیں تو اس میں مضائقہ نہیں ، شاہ صاحب نے بھی قبر پر چراغ روشن کرنا جائز لکھا ہے ۔

نمبر ۵ (قبروں پر غلاف) حدیث عن القاسم بن محمد قال دخلت علی عائشۃ رضی اللہ عنہا ۔

فقالت یا اماہ اکشفی لی عن قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و صاحبیہ فکشفت لی عن ثلثۃ قبور لا مشرفۃ ولا لاطئۃ ۔

(اشعۃ اللمعات فارسی صہ ۶۹۶ ج ۱ باب دفن المیت)

حضرت قاسم بن محمد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوا ۔ عرض کی اماں جان میرے لیے حضور علیہ السلام کی قبر انور اور شیخین کی قبروں سے پردہ اٹھائیے ۔ تو اماں جان نے میرے لیے تینوں قبروں سے پردہ اٹھایا تو میں نے دیکھا کہ قبریں نہ بلند تھیں نہ متصل زمین تھیں بلکہ ایک ہاتھ بلند تھیں ۔ حدیث پاک میں عن ثلثۃ قبور کا جملہ بتا رہا ہے ۔ کہ قبور پر سے پردہ اٹھایا ۔ نہ کہ لٹکا ہوا تھا ۔ شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ اس حدیث کی شرح بیان فرماتے ہیں ۔ پس پردہ برداشت عائشہ برائے من از سہ قبر نہ بلند و نہ متصل بزمین و گفتہ اند کہ بلندی آنہا یک شبر بود ۔ باقی رہا ستارۃ کے معنی ، پردہ ، لباس ، چھپانا ، پوشیدہ کرنا ۔ مفتاح اللغات صہ ۳۶۷ ۔ القاموس الفرید صہ ۲۸۶ چھپانا پوشیدہ ہونا لکھا ہے ۔ الستر مصدر ، اس کے اصل معنی کسی چیز کو چھپا دینے کے ہیں ۔ اور ستر و سترۃ ہر اس چیز کو کہتے

ہیں، جس سے کوئی چیز چھپائی جائے۔ مفردات امام راغب صہ ۲۵۶، ستر اشئی کسی چیز کو چھپانا
ہم نے عربی لغات سے ثابت کر دیا، کہ ستر کے معنی کسی چیز کو چھپانا ہے نہ کہ لٹکانا ہے۔
دوسری دلیل۔ فی حدیث فاطمہ رضی اللہ عنہا۔ سُجّی قبرھا ثوب المغرب ۲/۲۱۷ بحوالہ مقیاس
حنفیت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی قبر انور کو کپڑے کا اچھاڑ چڑھایا گیا۔
باقی رہا شاہ صاحب کا فرمانا کہ چادر سے قبر کو چھپانا لغو حرکت ہے نہ کرنا چاہیئے، جب صحیح
حدیث سے قبور پر اچھاڑ ڈالنا ثابت ہے۔ تو شاہ صاحب کی بات حجت ہی نہ رہی۔ لیکن آپ
آگے خود ہی نقل فرماتے ہیں۔ جو وہابی خارجی نے نقل نہیں کیا، عبارت یوں ہے۔ اور قبر کو چادر سے
چھپانے سے صرف زینت وخوشنمائی بیجا منظور ہوتی ہے۔ (فتاویٰ عزیزی صہ ۱۵۳)
شاہ صاحب کی عبارت سے تو خود وہابی کا رد ہوگیا۔ کہ اگر زینت اور ریا کاری کی وجہ سے
نہ ہو تو کوئی حرج نہیں۔
نمبر ۱۱۔ سلمہ بن سلامہ رضی اللہ عنہ کے جواب میں حضور علیہ السلام نے فرمایا فحشت علی الرجل اے
سلمہ تو نے اس شخص کو بڑی فحش بات کہی ہے۔
جواب:۔ دروغ گو را حافظہ نباشد۔ اوں اں کرنے کے بعد وہابی خارجی خود ہی مان گیا۔ سلمہ بن
سلامہ رضی اللہ عنہ نے اعرابی کے بے تکے سوال پر تیزی دکھائی۔ روحانی طور پر مشاہدہ کرنا تو وہابی
بھی مان گیا باقی ہم خط کشیدہ عبارت کے متعلق خارجی ملاں سے پوچھتے ہیں، کہ عربی عبارت میں
کونسا جملہ ایسا ہے۔ جس کے معنی اسم تفضیل کے ہیں، حالانکہ لفظ فحشت ہے۔ تو نے ناپسندیدہ
بات کہی۔ بڑی فحش بات کس لفظ کا ترجمہ ہے، وہابی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر افتراء باندھا،
اور لعنت اللہ علی الکاذبین کا مستحق ہو گیا۔ حدیث مبارک میں روحانی طور پر دیکھنا ثابت ہے۔
اگر فرشتے مکان میں رہ کر میاں بیوی کو آپس میں ہم بستری کرتے دیکھیں تو کوئی قباحت نہیں
تو اولیاء اللہ دور رہ کر روحانی طور پر دیکھیں تو کچھ مضائقہ نہیں۔ جیسا کہ سابقہ حدیث سے ثابت ہوا۔
صہ ۱۸ کی عبارت، دہم مرید بریقین داند کہ روح شیخ مقید بیک مکان نیست پس ہر جا کہ مرید باشد
قریب یا بعید اگرچہ از شخص شیخ دور ست اما روحانیت او دور نیست چوں ایں امر محکم داند وہر
وقت شیخ را بیاد دارد و ربط قلب پیدا آید وہر دم مستفید بود۔ وچوں مرید در حل واقعہ محتاج

شیخ بود شیخ را بہ قلب حاضر آوردہ بلسان حال سوال کند البتہ روح شیخ باذن اللہ تعالیٰ اورا القاء خواہد کرد مگر ربط تام شرط است۔ الشہاب الثاقب ص ۶۱-۶۲۔

اور اس لیے کہ مرید یقین جانے کہ شیخ کی روح ایک جگہ قید نہیں ہے۔ لیکن ہر جگہ اگر مرید قریب ہو یا دور اگرچہ مرید سے شیخ دور ہے۔ لیکن شیخ کی روحانیت دور نہیں ہے۔ اس لیے یہ حکم سچا جانے اور ہر وقت شیخ کو یاد رکھے اور اپنے قلب میں ربط پیدا کرے۔ اور ہر وقت شیخ سے مستفید ہوگا۔ اور اسی طرح مرید مشکل کے وقت اپنے شیخ کا محتاج ہے۔ اور شیخ کو اپنے دل میں حاضر سمجھے زبان سے سوال کرے البتہ شیخ کی روح باذن اللہ القاء کریگا مگر ربط تام کی شرط ہے"۔ حسین احمد مدنی دیوبندی نے تو شرک کی جڑ اکھیڑ کر رکھ دی۔ کہ شیخ اگر دور ہو لیکن دل میں حاضر سمجھے۔ اور ربط تام ہو۔ دل میں حاضر سمجھنا ربط تام ہونا یہی حاضر و ناظر ہونا ہے۔ اب ایک فتویٰ حسین احمد دیوبندی پر بھی شرک کا لگا دو۔ اگر ہم کہیں تو مشرک اگر حسین احمد دیوبندی عقیدہ رکھے تو عین توحید پرست لو اپنے ہی دام میں خود صیاد آگیا۔ پہلے اپنے گھر کی خیر مناؤ۔ پھر دوسروں کو سمجھاؤ۔ ہم نے عبارت سے ثابت کر دیا۔ کہ شیخ مرید سے دور رہ کر روحانی طور پر اپنے مرید کے ساتھ ہے۔ اور حوالہ نقل کیا جاتا ہے تاکہ وہابی کی تسلی ہو جائے۔ حکایت نمبر ۳۰۷ "خانصاحب نے فرمایا کہ ایک دفعہ حضرت گنگوہی جوش میں تھے۔ اور تصور شیخ کا مسئلہ در پیش تھا۔ فرمایا کہہ دوں۔ عرض کیا گیا فرمائیے۔ پھر فرمایا کہہ دوں۔ عرض کیا گیا کہ فرمائیے۔ پھر فرمایا کہہ دوں عرض کیا گیا۔ فرمائیے تو فرمایا کہ تین سال کامل حضرت امداد کا چہرہ میرے قلب میں رہا ہے۔ اور میں نے ان سے پوچھے بغیر کوئی کام نہیں کیا۔ پھر اور جوش آیا فرمایا کہہ دوں عرض کیا گیا کہ حضرت ضرور فرمائیے۔ فرمایا اتنے ہی سال حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم میرے قلب میں رہے اور میں نے کوئی بات بغیر آپ سے پوچھے نہیں کی"۔

(ارواح ثلثہ ص ۳۴۱)

مندرجہ بالا عبارت وہابی خارجی بنظر پڑھے۔ کہ گنگوہی صاحب کو جوش میں اگر ہوش ہی نہ رہی۔ کہتے ہیں کہ میرے قلب میں تین سال کامل پیر و مرشد کا چہرہ اور حضور علیہ السلام کا چہرہ رہا میں نے کوئی کام ان سے پوچھے بغیر نہیں کیا۔ ہم لبستری کے وقت بھی شیخ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے قلب میں ہوتے تھے۔

اور کسی وقت بھی رابطہ نہیں ٹوٹتا۔ حالت جنابت میں بھی شیخ امداد اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دل میں رہتے۔ اگر گنگوہی دیوبندی کے قلب میں شیخ ہو سکتا ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی۔ تو کامل ولی کا اپنے مرید کے ساتھ روحانی طور پر ہونا کوئی بعید نہیں۔ ہم کو تو چھیڑتے ہو گھر کی خبر تو لو۔

نمبر ۷ صـ۲۰ کی عبارت نکرہ ان یجصص اویطین ۔ کتاب الاثار صـ۹۶ ۔

ترجمہ :۔ ہم مکروہ سمجھتے ہیں کہ قبر پختہ کی جائے یا لیپی جائے۔ اسی قول کے متعلق امام شعرانی یوں بیان فرماتے ہیں۔ ومن ذلک قول الائمۃ ان القبر لا یبنی ولا یجصص مع قول ابی حنیفۃ یجوز ذلک قال الاول مشدد والثانی مخفف ۔

(میزان کبریٰ جلد آخر کتاب الجنائز)

"اسی سے ہے۔ دیگر اماموں کا یہ کہنا کہ قبر پر عمارت نہ بنائی جائے اور نہ اسکو مچ کیا جائے۔ باوجودیکہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا یہ قول ہے۔ کہ یہ سب جائز ہے۔ پس پہلے قول میں سختی ہے۔ اور دوسرے میں آسانی" مذکورہ عبارت سے صاف واضح ہو گیا۔ کہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے۔ کہ بنا علی القبر جائز ہے۔

علامہ ابن عابدین رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ ملاحظہ فرمائیں۔ لا یکرہ البناء اذا کان المیت من المشائخ والعلماء والسادات ۔ فتاویٰ شامی عربی صـ۶۶۲ ج۱ والنظم فی روح البیان صـ۴۰۰ ج۳ والغیافی کشف النور صـ۱۴-۱۳-۶ ۔ کوئی حرج نہیں بنا علی القبر جب کہ میت بزرگ اور علماء اور سادات سے ہو۔

امام محمد علیہ الرحمۃ کا قول صـ۶۶۱ ج۱ پر نقل ہے۔ وروی عن محمد انہ لا باس بذلک بنا علی القبر میں کوئی حرج نہیں امام محمد علیہ الرحمۃ سے روایت ہے۔ خود علامہ شامی نے امام محمد علیہ الرحمۃ کا قول نقل کیا ہے۔ مندرجہ بالا عبارت سے قبر پر گنبد بنانا بھی ثابت ہو گیا جو اجلہ فقہائے کرام کا عقیدہ ہے۔ اور امام محمد علیہ الرحمۃ کے قول سے ہی بنا علی القبر ثابت ہو گیا۔

نمبر ۸ صـ۲۲ جنازے کے ساتھ ذکر جہر کرنا۔ وہابی خارجی کی نقل کردہ عبارت کا خلاصہ ہم نے نقل کیا۔ لیکن اسے دیوالی کی پوڑی سمجھ کر کھا گیا۔ اصل عبارت کا جواب نہیں دیا۔ عبارت یوں ہے ۔

فاما رفع الصوت عند الجنائز فالمراد بہ النوح : جنازے کے ساتھ بلند آواز سے نوحہ کرنا حرام ہے۔ الیسر الکبیر ص ۶۶/۱ فالمراد کا جملہ صاف بتا رہا ہے۔ کہ جنازے کے ساتھ نوحہ کرنا کپڑے پھاڑنے اور منہ پر تھپڑ مارنے یہ تمام حرکات حرام ہیں۔ شارح نے حدیث نقل کرکے خود فیصلہ کر دیا ہے۔ کہ نوحا کرنا۔ کپڑے پھاڑنا مراد لیا ہے۔

نمبر۹۔ انبیائے کرام اور اولیاء کرام سے مدد مانگنا۔ قال رب انی لا املک الا نفسی واخی (المائدہ)

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی اے میرے رب نہیں میں اختیار رکھتا مگر اپنی جان اور بھائی کی جان کا۔

ہماری نقل کردہ آیت کا وہابی خارجی نے کوئی جواب نہیں دیا۔ جب نصوص قطعیہ سے ثابت ہے۔ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی جان اور بھائی کی جان کے مالک ہیں۔ تو نص کا منکر کافر ہوا۔ علامہ صاوی مالکی رحمۃ اللہ علیہ مفسر قرآن کا عقیدہ نقل کیا جاتا ہے۔ زیر آیت "لیس لک من الامر شیٔ" فمن زعم ان النبی کاحاد الناس لایملک شیٔا اصلا ولا نفع بہ لا ظاہرا ولا باطنا فھو کافر خاسر الدنیا والاخرۃ واستدلالہ بھذہ الایۃ ضلال مبین۔

(الصاوی علی الجلالین ص ۱۵۸/۱ج)

پھر آگے نقل فرماتے ہیں زیر آیت وما محمد الا رسول۔ فمن اعتقد ان النبی لا نفع بہ بعد الموت بل ھو کاحاد الناس فھو الضال المضل (صاوی عربی ص ۱۶۱/۱ج)

"جو شخص یہ کہے کہ نبی علیہ السلام بعد وصال دوسرے لوگوں کی طرح کسی کو نفع نہیں دیتے تو وہ خود گمراہ ہے۔ اور گمراہ کرنے والا ہے۔

حدیث نمبر۱ حضرت فراسی رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں کسی سے سوال کر لیا کروں تو سرکار نے فرمایا اگر تو سخت مجبور ہو جائے تو صالحین سے مانگنا۔ مشکوٰۃ عربی

حدیث نمبر۲۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ جب کسی کا جانور بھاگ جائے تو پکارے اے اللہ کے بندو میری امداد کرو۔ تو اللہ کے بندے اُسکا جانور اسے پکڑ دیں گے۔

قال فی مجمع الزوائد رجالہ ثقات - تحفۃ الذاکرین عزیزی ص ۱۸۲ طبع مصر۔
نقل کردہ حدیث سے ندا اور اولیاء اللہ سے مصیبت کے وقت پکارنا جائز ثابت ہوا۔
اور رجال اس کے صحیح ہیں۔ مولوی شوکانی نے اس کو صحیح لکھا ہے۔
نمبر۱۰ ص ۲۵ کی عبارت لا تجعلوا قبری عیداً مشکوٰۃ شریف۔ اسی حدیث کی شرح
علامہ علی القاری رحمۃ اللہ علیہ جو حنفیوں کے مسلم بزرگوں میں ہیں۔ یوں رقم فرماتے ہیں۔ وقال الطیبی نهاهم
عن الاجتماع لها اجتماعهم للعید نزهة وزینة۔ مرقات ج ۲ ص ۳۴۲ ترجمہ اور
فرمایا امام طیبی علیہ الرحمۃ نے ان کو منع کیا گیا۔ جمع ہونے سے کیونکہ انکا اجتماع کرنا واسطے خوشی اور
فخر اور زینت کے لیے تھا۔ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ممانعت اجتماع کی اس لیے ہے
کہ عید لہو و سرور کا دن ہے۔ میری قبر پر خوشی اور لہو کے لیے جمع مت ہونا۔ رہا عرس کرنا خاتم المحدثین
شاہ عبد العزیز علیہ الرحمۃ کا فتویٰ پڑھیے۔ یہ دوسری صورت ہے کہ بہیئت مردمان کثیر جمع ہوں۔ اور
ختم قرآن شریف کریں۔ اور شیرینی یا کھانا فاتحہ کریں۔ اور اس کو حاضرین میں تقسیم کریں۔ ایسا معمول زمانہ
پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم و خلفائے راشدین میں نہ تھا۔ لیکن ایسا کرنے میں مضائقہ نہیں اس واسطے
کہ اس میں کوئی برائی نہیں۔ بلکہ اس میں احیا و اموات کو فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ فتاوی عزیزی ص ۱۵۲
شاہ صاحب کی عبارت سے تمام مسائل ثابت ہو گئے۔ نمبر۱ اجتماع کثیرہ علی القبور نمبر۲ شیرینی پر فاتحہ
عـ۳ - حاضر کو تقسیم کرنا اور کھانا تبرک سمجھنا عـ۴ جو کام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور خلفاء اربعہ
نے نہیں کیا اسکا کرنا جائز ہے۔ عند اللہ ماجور ہوگا۔ عـ۵ اجتماع سے زائرین اور صاحب قبور کو
فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ عـ۶ فی امرنا حدیث کا جواب بھی ہو گیا۔ اب ہم وہابی سے پوچھتے ہیں کہ
شاہ صاحب قرآن و حدیث۔ اجماع۔ قیاس۔ کیا ادلہ اربعہ کے اصول و قواعد سے جاہل تھے۔
وہابی صاحب مقدمہ فتح الباری پڑھیں۔ کہ امام ابن حجر علیہ الرحمۃ نے لکھا ہے۔ کہ کسی امر کا عدم
نقل عدم وقوع کی دلیل نہیں ہوتا۔ اور عدم وقوع عدم جواز کی دلیل نہیں ہوتا۔ یہی اصول غیر مقلد
وحید الزماں شرح بخاری جلد دوم میں نقل کیا ہے۔ عقل ہوتی تو وہابی نہ بنتے۔
نمبر۱۱ ص ۲۶ کی عبارت تیجہ۔ ساتہ۔ چہلم وغیرہ۔
جواب :- یہ تمام ایصال ثواب کے طریقے ہیں۔ لیجیے تیئس ۲۳ دن تک کھانا کھلانا ہم صحیح حدیث

مبارک سے ثابت کرتے ہیں۔ عن نافع عن ابی عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من مات وعلیہ صیام شھر رمضان فلیطعم عنہ مکان کل یوم مسکین (مشکوٰۃ شریف عربی ص۱۷۸)

سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی فوت ہو جائے اور اس پر رمضان المبارک کے مہینے کے روزے فرض ہوں۔ تو اس کی طرف سے ہر روز مسکین کو کھانا کھلایا جائے۔ حدیث پاک سے واضح ہو گیا کہ فوت شدہ کی طرف سے تیس۳۰ دن پورا مہینہ کھانا کھلانا حکماً ثابت ہے۔ جب تیس۳۰ دن کھلانا ثابت ہوا تو تیجہ۔ ساتہ۔ دسواں۔ بیسواں۔ یہ تمام امور خیر جائز ہوئے۔

ص۲۸ پر وہابی خارجی نے چالیس دن کھانا کھلانا بھی مان لیا سیدھا کان نہیں پکڑا الٹا پکڑ لیا۔ عبارت یہ ہے۔ اور خبر میں تابعین کرام سے منقول ہے۔ کہ اسلاف میت کی طرف سے چالیس دن تک کھانا کھلانا پسند کرتے تھے۔ باقی رہا۔ روایت شاہ رفیع الدین دہلوی کا نقل کر دینا ہی کافی ہے۔ اس روایت کی سند شاہ صاحب سے پوچھیئے جو ناقل ہیں۔ ہم نے ساتہ کرنا حضرت طاؤس رضی اللہ عنہ سے ثابت کر دیا ہے۔ جواب ندارد محدثین کرام کے نزدیک تابعی و تبع تابعی کا قول و فعل و تقریر حدیث صحیح میں شامل ہے۔

نمبر۱۲۔ وہابی لکھتا ہے کہ حدیث کل کلام لایذکر اللہ فیہ الی آخرہٖ۔ ہر وہ کلام جس کی ابتداء اللہ کے ذکر اور درود شریف سے نہ کی جائے وہ ہر برکت سے خالی رہتا ہے۔ اس میں بھی اذان شامل ہے۔ ہم خارجی ملاں سے پوچھتے ہیں۔ کہ کیا اذان کلام نہیں ہم حدیث پاک نقل کر دیتے ہیں۔ عن ابی ھریرۃ کل امر ذی بال لایبدأ فیہ بحمد اللہ والصلاۃ علی فھو اقطع ابتر ممحوق من کل برکۃ۔ الجامع الصغیر ص۹۱ ج۲۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہر کام جس کی ابتدا اللہ تعالیٰ کی حمد سے اور مجھ پر درود پڑھنے سے نہ ہو۔ وہ اقطع اور ہر برکت سے خالی ہے۔ وہابی خارجی کا قائم کردہ اعتراض ھباءً منثورا ہو گیا۔

نمبر۱۳ ص۳۰۔ مزارات کے قریب مسجدیں بنانا جائز نہیں۔

جواب: ہم نے جواز کے لیے حاشیہ ابوداؤد شریف جلد ۲ صہ ۱۰۵ کی عبارت نقل کرکے ثابت کردیا کہ حدیث میں ممانعت کی علت یہود ونصاریٰ کے لیے ہے۔ جوکہ انبیاء علیہم السلام کی قبروں کو سجدے کرتے تھے۔ اور وہ بتوں کی پوجا کرتے تھے۔ اس لیے منع کیا گیا لیکن اولیاء اللہ کے قریب جو مسجد بنائے وہ اس وعید میں داخل نہیں۔ اور شرح بھی محمود الحسن دیوبندی کی نقل کی ہے۔ وہابی ہماری اس عبارت کو دیوالی کی پوری سمجھ کر کھا گیا۔ جواب ندارد۔

نمبر ۱۴۔ بشریت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔ وہابی کو اتنا بھی شعور نہیں۔ کہ محل نزاع تو مثلیت ہے۔ نہ کہ بشریت۔ اہل سنت والجماعت کی کسی مسلم شخصیت نے حضور علیہ السلام کی بشریت کا انکار نہیں کیا اور نہ یہ ہمارا عقیدہ ہے۔ نزاع تو ہمارا اور تمہارا مثلیت میں ہے۔ ہمارا اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ حضور علیہ السلام بے مثل بشر بے سایہ نوری انسان ہیں۔ ہماری مثل نہیں۔ جو شخص حضور علیہ السلام کو بے مثل بشر نہ مانے وہ بے ادب گستاخ ہے۔ لہٰذا امت وہابیہ کا یہ عقیدہ ہے کہ نبی علیہ السلام ہمارے جیسے ہی ایک انسان ہیں۔ چیلنج اگر کوئی دیوبندی وہابی خارجی یہ ثابت کردے کہ مع صحابہ اکابرین امت نے نبی علیہ السلام کو اپنی مثل بشر کہا ہو فی حوالہ ۵۰۰۰ ہزار انعام حاصل کریں۔ باقی رہا انبیائے کرام کا اپنے آپ کو مثل لوگوں کے بشر کہنا از روئے تواضع کے تھا۔ نہ کہ از روئے حقیقت۔ تذکرہ ادریس کاندھلوی کی عبارت میں یہ ہے کہ کسی وقت بے ادبی سے بشر کہہ دیا تو ایمان سلب ہونے کا اندیشہ ہے۔ اسی پر دال ہے۔ جوکہ ہم نے نقل کیا ہے۔

نمبر ۱۵۔ مسئلہ حاضر وناظر کی نفی کے دلائل۔ وہابی ملاں کی دلیل کی نقل کردہ آیت مبارک۔

وما کنت بجانب الطور اذ نادینا۔ القصص۔ اور نہیں تھے آپ طور کی جانب جس وقت ہم نے پکارا زیر آیت مفسر قرآن علامہ صاوی مالکی علیہ الرحمۃ کا فیصلہ سنیئے۔

وھذا بالنظر للعالم الجسمانی لاقامۃ الحجۃ علی الخصم واما بالنظر للعالم الروحانی فھو حاضر رسالۃ کل رسول (الصادی علی الجلالین صہ ۱۸۲ ج ۳)

اور یہ دیکھنا واسطے عالم جسمانی کے اعتبار سے ہے۔ تاکہ منکر پر حجت قائم ہو۔ اور دیکھنا عالم روحانی سے تو بے شک آپ رسولوں کی رسالت کے وقت روحانی طور پر موجود تھے۔

مذکورہ عبارت سے واضح ہوگیا۔ کہ آیت پاک میں نفی جسمانی طور پر حاضر ہونے کی ہے۔ روحانی

طور پر موجود تھے۔

مذکورہ عبارت سے واضح ہوگیا۔ کہ آیت پاک میں نفی جسمانی طور پر حاضر ہونے کی ہے۔
روحانی طور پر حاضر ہونے کی نہیں اور اللہ تعالیٰ نے عالم امر میں بھی حضور علیہ السلام کو پکارا ثابت ہوا کہ
حضور علیہ السلام کو عالم امر اور عالم اسباب و عالم برزخ میں پکارنے کی تائید ثابت ہوگئی۔ تائید مزید
ظاہر ہے۔ کہ جنت کے سایوں میں ہونا اور کشتی نوح میں ہونا۔ اور نار خلیل میں ہونا یہ سب قبل ولادت
جسمانیہ ہے۔ یہ سب حالات رُوح مبارک کے ہوئے نشر الطیب ص۱۲ مولوی اشرف علی دیوبندی
نے بھی یہی لکھا ہے۔ جو کہ علامہ صاوی علیہ الرحمۃ کا عقیدہ ہے۔

جس روایت کو خارجی ملاں نے نقل کیا ہے۔ جو کہ سلام تشہد واقعہ معراج کی حکایت ہے۔
اس کی کوئی سند نہیں۔ انور شاہ دیوبندی کا فیصلہ ہے۔ لم احد سند ھذہ الروایۃ ۔
عرف شذی ص۱۳۹ " اس روایت کی سند میں نے نہیں پائی " تو بے سندی روایت سے حجت
قائم کرنا اصول و قواعد کے خلاف ہے۔ شیخ المحدثین شاہ عبدالحق دہلوی علیہ الرحمۃ مسئلہ حاضر و ناظر
کے متعلق اُمت کا اجماعی عقیدہ نقل کرتے ہیں " اور باوجود اس قدر اختلافات اور بکثرت مذاہب
کے جو علماء امت میں ہیں۔ ایک شخص کو بھی اس مسئلہ میں اختلاف نہیں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم بغیر شائبہ مجاز اور بلا توہم تاویل حقیقت حیات کے ساتھ دائم و باقی ہیں۔ اور اعمال اُمت
پر حاضر و ناظر ہیں اور طالبان حقیقت اور اپنی طرف متوجہ ہونے والوں کو فیض پہنچاتے ہیں۔ اور ان کی
تربیت فرماتے ہیں۔ اخبار الاخیار حاشیہ مکتوب شیخ ص۱۵۵ "

نمبر۶ مسئلہ علم غیب :- وما ھو علی الغیب بضنین۔ قرآن کریم حاشیہ شبیر احمد عثمانی پر نقل کردہ ص۷۸
عبارت دوبارہ پڑھیں۔

" یہ پیغمبر ہر قسم کے غیوب کی خبر دیتا ہے۔ ماضی کے متعلق ہو یا مستقبل سے ہو " شبیر احمد عثمانی
نے لفظ ہر قسم کے غیوب کی خبر دینا لکھا ہے۔ جواب نہ بن سکا تو اِدھر اُدھر کی باتیں لکھ کر کہہ دیا۔
کہ جواب ہوگیا۔ ہماری اس عبارت کا جواب پوری ذریت شیطان بھی نہیں دے سکتی۔ نقل کردہ
جملہ سے ثابت ہے کہ مخبر عن الغیب ہوگا۔ تو خبر دیگا۔ وہابی کی جہالت پر صد افسوس۔ دوسری
آیت قل لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ۔ آپ خبر دیجئے اللہ کے سوا

زمین و آسمان کی چھپی ہوئی چیز کو کوئی نہیں جانتا۔ دوسری آیت ملاحظہ کریں۔ ان اللہ لا یخفیٰ علیہ شیئ فی الارض ولا فی السماء۔ آل عمران۔

بے شک اللہ تعالیٰ سے زمین و آسمان کی کوئی چیز پوشیدہ نہیں۔ غیب کے معنی ہیں پوشیدہ چیز کے۔

اب ہم خارجی ملاں سے پوچھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے کون سی چیز پوشیدہ ہے۔ جس کی اضافت اللہ کے لیے ہو۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمۃ نے زیر آیت قل لا یعلم نقل کیا ہے۔ کہ یہاں علم ذاتی کی نفی ہے۔ بل استاثر علمہ لنفسہ مظہری عربی ص ۱۲۸ ج ۔ آگے نقل کرتے ہیں۔ لا یعلم الا باعلامہ۔ کوئی نہیں جانتا ہاں مگر اس کے بتلانے سے۔ علم الاولین والاخرین تو جناب کے مولوی دیوبندی خلیل احمد نے بھی مانا ہے۔ والنظم فی المہند والعقائد علمائے دیوبند و حرمین الحرمین ص ۲۳۷۔

بے شک اللہ تعالیٰ سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں نہ زمین میں نہ آسمان میں۔ اور غیب کے لغوی معنی تو پوشیدہ چیز کے ہیں۔ امت وہابیہ لفظ نبی کے معنی سے بے خبر ہے۔ تمام عربی لغات میں لفظ نبی کے معنی یوں رقمطراز ہیں۔ النبیُ ۔ اللہ تعالیٰ کے الہام سے غیب کی باتیں بتلانے والا۔ مصباح اللغات ص ۸۴۷ المنجد اردو ص ۹۸۷ لفظ نبی کا اطلاق مخبر عن الغیب پر ہی ہوتا۔ اور لفظ نبی صفت مشبہ کا صیغہ ہے۔ جو کہ دوام پر دلالت کرتا ہے

نمبر ۷ گیارہویں شریف :۔ وما اھل بہ لغیر اللہ۔ جس چیز پر (عند الذبح) غیر اللہ کا نام پکارا گیا وہ حرام ہے۔ ہم نے شاہ ولی اللہ دہلوی کے مترجم قرآن کریم فارسی کی عبارت نقل کی لیکن خارجی ملاں نے اس کا جواب نہیں دیا کہتا ہے کہ یہاں اُھل بمعنی عند الذبح نہیں۔ ہم مفسرین قرآن کا عقیدہ نقل کرتے ہیں۔ تاکہ وہابی کا آیت کی تفسیر بالرائے کرنا ثابت ہو جائے اور جو قرآن کریم کی تفسیر اپنی مرضی سے کرے وہ جہنمی ہے۔ یہ فرمانِ رسول علیہ السلام کا صحیح حدیث سے ثابت ہے۔

اب ہم اُھل کے متعلق حوالہ جات نقل کیے دیتے ہیں۔

۱۔ وما اھل بہ لغیر اللہ : زیر آیت قال ربیع بن انس یعنی ما ذکر عند ذبحہ۔
(تفسیر مظہری ج ۱ ص ۱۶۴ عربی)

۲۔ ای رفع بہ الصوت عند ذبحہ للصنم۔ (تفسیر بیضاوی عربی ص۳۵ - ۳۶۸۔)

۳۔ انھم کانوا یرفعون اصواتھم بذکر آلھتھم إذا ذبحوالھا (تفسیر خازن علی المعالم عربی ص۱۴۰ ج۱)

۴۔ رفع الصوت عند ذکاتہ بغیر اللہ۔ (الصاوی علی الجلالین عربی ص۲۳۱ ج۱، ۱/۲)

۵۔ اور حرام کی وہ چیزیں جس پر وقت ذبح آواز بلند کریں۔ (تفسیر حسینی اردو ص۴۰ ج۱)

۶۔ جو آواز اٹھاویں یعنی کہیں اس کو ذبح کرنے کے وقت نام سوا خدائے تعالیٰ کے۔

(تفسیر موضح القرآن ص۲۶ - ۹۹ - ۱۳۲۰)

۷۔ مارفع بہ الصوت عند ذبحہ للصنم۔ (روح البیان عربی ص۲۷۷ ج۱)۔

۸۔ عن ابن عباس فی قولہ وما اھل قال ذبح (تفسیر در منثور عربی ص۱۶۸ ج۱) تفسیر ابن عباس ص۱۸

ماذبح لغیر اسم اللہ عمداً۔

مندرجہ بالا تمام مفسرین قرآن نے اھل کے معنی عند الذبح کیے ہیں۔ اور سید المفسرین سیدنا عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کا عقیدہ بھی یہی ہے۔ کہ عند الذبح جو بتوں کا نام لیا جاوے تو حرام ہے۔ شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمۃ کا قول پوری اُمت کے خلاف ہے۔ لہذا ہمارے لیئے کوئی حجت نہیں جو بات جمہور کے خلاف ہو۔ وہ عقیدہ قابل قبول نہیں ہوتا۔ خود شاہ صاحب کے والد شاہ ولی اللہ نے لکھا ہے کہ اہل بمعنی عند الذبح ہے۔ اور شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمۃ کے شاگرد مولوی عبدالرؤف نے کہا ہے کہ یہ عبارت شاہ صاحب کی تفسیر میں کسی نے الحاق کر دی ہے۔ (وجیز الصراط ص۹۲)

ہماری نقل کردہ حدیث حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ والی کا جواب وہابی خارجی سے نہ بن سکا تو لکھ کر ھذہ لام سعد۔ مشکوٰۃ عربی ص۱۶۹ اُم سعد جملہ میں لام تعلیل ہے۔ جو کہ علت ہے علت حکم کا سبب ہوتی ہے اور صحابی نے کنواں کھدوا کر اپنی والدہ فوت شدہ کے نام کا مشہور کیا۔ اگر بانی اولیاء اللہ کے نام مشہور کیا جائے تو مضائقہ نہیں۔ بلکہ سُنت صحابہ ہے مقصود تو ایصال ثواب ہے تو جانور و کھانا وغیرہ بھی جائز ہے۔ جب ملا احمد جیون علیہ الرحمۃ نے اولیاء اللہ کی نذر گائے کو جائز لکھا ہے۔ تو اس سے تمام اولیاء اللہ کے نام کی نذر دینا ثابت ہے۔ بوجہ قلت کے بپیش نظر اسی پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

نمبر ۱۸: گھر میں کونہ مخصوص کرنا عبادت کے لیے سنت صحابہ علیہم الرضوان ہے۔ والفہم فی المسلم

میری نقل کردہ عبارت ہار ڈالنے کے متعلق نہیں بلکہ عبادت کی جگہ مخصوص کرنے کے لیے ہے۔

نمبر ۱۹۔ ندائے یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ سب سے پہلے ہم علم النحو والصرف سے ثابت کرتے ہیں
کہ یا حرف ندا ہے۔ یہ قریب اور بعید دونوں کے لیے مستعمل ہوتا ہے۔ وہابی کی نقل کردہ آیت لاتجعلوا
دعاء الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضا۔ النور۔ رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہراؤ جیسا
تم میں ایک دوسرے کو پکارتا ہے۔ اسی آیت کے متعلق خاتم الحفاظ امام جلال الدین شافعی علیہ الرحمۃ یوں
رقمطراز ہیں۔ بل قولوا یا نبی اللہ یا رسول اللہ تفسیر جلالین صہ ۳۰۲۔

بلکہ تم یا نبی اللہ یا رسول اللہ کہو۔ اسی آیت کے متعلق شاہ عبدالقادر دہلوی یوں لکھتے ہیں۔
دعا اس کی اوپر تمہارے یا واسطے تمہارے مانند دعا آپس کے نہ جانو۔ کہ وہ دعا بیشک قبول ہے
درگاہ میں خدا کی۔ تو پکارنا تمہارا خاص رسول کو چاہیئے کہ مانند پکارنا آپس کے نہ ہووے کہ اے
لو تم بلکہ ازروئے تعظیم کے ہووے جیسے کہ یا رسول یا نبی اللہ اس واسطے کہ خدا نے سب پیغمبروں
ساتھ نشان خطاب کا کیا اور حبیب اپنے کو ساتھ ندائے کرامت کے سو یا آدم ست بابدر انبیا
خطاب۔ یا ایھا النبی خطاب محمد است صلی اللہ علیہ وسلم لائے ہیں کہ جس وقت حضرت پیغمبر صلی اللہ
خطبہ پڑھتے تھے منافق عاجز ہو کر مسجد سے باہر جاتے تھے آیت آئی۔ (تفسیر موضح القرآن ص

مذکورہ عبارت سے چند باتیں ثابت ہوئیں نمبر ازروئے تحقیر نام لیکر پکارنا منع ثابت ہوا۔ ازروئے تعظیم نام لے کر
منع نہیں۔ اور خاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پکارنا جائز ثابت ہوگیا۔

اور یہ آیت منافقین کے رد میں نازل ہوئی۔ علامہ واقدی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق وہابی کا
کا کہنا کہ وہ شیعہ تھا اور کتب شیعہ کا حوالہ نقل کرنا بے بنیاد ہے۔ علامہ سید محمد واقدی علیہ الرحمۃ کے
شاگرد صاحب طبقات ابن سعد ہیں۔ اور علامہ زرکلی نے الاعلام اپنی کتاب میں علامہ واقدی کے
لکھا ہے کہ وہ حافظ الحدیث تھے۔ لیکن رجحان انکا زیادہ تاریخ کے موضوع پر تھا۔

خطیب بغدادی تاریخ بغداد میں لکھتے ہیں کہ واقدی معتبر و مستند عالم دین ہیں۔

علامہ ابن کثیر نے لکھا ہے ثم نادا شعار المسلمین کان شعارھم یا محمداہ (البدایہ والنہایہ ابن کثیر ص
پھر صحابہ رضی اللہ عنہم نے نعرہ لگایا اس دن مسلمانوں کا نعرہ تھا یومئذ یا محمداہ۔ جو کہ مسیلمہ کذاب
مقابل لگایا گیا تاکہ جنگ میں محمدی گروہ اور مرتدوں کا فرق معلوم ہو جائے۔ اور عبارت میں ثم نادا بشعار

ندا کی صحابہ نے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما حضور علیہ السلام کی قبر انور کے پاس کھڑے ہوئے السلام علیک یا رسول اللہ کہا پھر السلام علیک یا ابابکر ثم السلام علیک یا عمر کہا۔ الجواب الباہر فی زوار المقابر ابن تیمیہ ص۱۲۱ اردو اس حدیث سے بعد وصال ندا یا رسول اللہ ثابت ہے۔ ندا یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اثبات میں صحیح حدیث ملاحظہ کریں۔ ابو یعلی نے روایت کی عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول والذی نفسی بیدہ لینزلن عیسیٰ بن مریم ثم لئن قام علی قبری فقال یا محمد لاجیبنہ۔ (الحاوی للفتاوی للسیوطی ص۶۲ ج۲ الطبع مصر)

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے۔ حضرت عیسیٰ بن مریم ضرور نازل ہونگے پھر وہ اگر میری قبر پر کھڑے ہوں اور یا محمد کہہ کر مجھے پکاریں تو میں ان کو ضرور جواب دوں گا۔"

اس حدیث میں ثابت ہوا کہ از روئے تعظیم یا محمد کہہ کر پکارنا جائز ہے۔ اور خود شارح علیہ السلام نے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق فرمایا ہے۔ سیدی امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ شیعہ راوی کے متعلق لکھتے ہیں۔ کہ شیعہ راوی متروک ہو اس کی حدیث فضائل میں قبول ہے۔ (التعقبات سیوطی ص۱۱)

حافظ ابن کثیر نے البدایہ میں لوط بن یحییٰ جو کہ سخت شیعہ رافضی ہے۔ روایات نقل کی ہیں۔ کیا ابن کثیر بھی شیعہ ہو گیا۔ ندبہ کے متعلق ہم صحیح حدیث نقل کرتے ہیں۔ جو کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ تحقیق سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ حضور کے وصال کے بعد آپکے پاس آئے۔ تو اپنا منہ نبی علیہ السلام کی پیشانی مبارک پر رکھا۔ اور دونوں ہاتھ آپکی ہتھیلی پر رکھ کر کہا۔ وا نبیاہ وا صفیاہ وا خلیلاہ (ترمذی ص۲۰) اسی حدیث کا حاشیہ نمبر ۴ کی عبارت یوں ہے قولہ وانبیاہ واصفیاہ بلا رفع صوت وجزع۔

ثابت ہوا کہ ندبہ آہستہ پکارنے کو کہتے ہیں۔ ہماری نقل کردہ عبارت البدایہ کی میں ثم نادا موجود ہے جو کہ ندا پر دلالت کرتا ہے۔ قرآن کریم میں مردہ جانوروں کو پکارنا سیدنا خلیل علیہ السلام کا فعل ثابت ہے۔ ثم ادعھن یاتینک سعیا۔ پھر ان کو پکارو آپ کے پاس دوڑتے ہوئے آئیں گے۔ اذا ثبت العلت ثبت الحکم۔ مردہ جانوروں کو پکارنا منع نہیں تو اولیاء اللہ جو کہ اپنی قبروں

میں زندہ ہیں کیسے منع ہو سکتا ہے۔ ادلہ شواہد ہیں۔

نمبر ۲۰۔ ذکر جہر بعد الصلوٰۃ:۔ وہابی کہتا ہے۔ کہ مسلم شریف میں بصوتہ الاعلیٰ کے الفاظ موجود نہیں یہ کسی وہابی خارجی نے چھپوائی میں حذف کر دیئے ہیں۔ لیکن اشعۃ اللمعات فارسی ص ۴۱۹ ج ۱ میں موجود ہیں۔ ذکر بالجہر بعد الصلوٰۃ مطلقاً اور بعد نماز مشروع ہے۔ اشعۃ اللمعات ص ۴۱۸ ج ۱،

بخاری شریف کی صحیح حدیث سے بھی ثابت ہے کہ ذکر بالجہر بعد الصلوٰۃ کرنا مشروع ہے۔ ابو سعید نے بیان کیا جو کہ ابن عباس کے غلام تھے۔ ان کو عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے خبر دی کہ فرض نماز سے فارغ ہو کر پکار کر ذکر کرنا حضور علیہ السلام کے زمانے میں جاری تھا۔ اور ابن عباسؓ نے کہا مجھ کو تو لوگوں کا نماز سے فراغت ہونا اسی ذکر کی آواز سن کر معلوم ہوتا۔ بخاری شریف ص ۴۰۹ ج ۱ اردو

ہم طائفہ وہابیہ سے استغاثہ کرتے ہیں، کہ کوئی ایک حدیث جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کے بعد ذکر بالجہر سے منع کیا ہو تو دکھا دیں۔ منہ مانگا انعام حاصل کریں۔

وما علینا الا البلاغ المبین۔

○